**روزہ،تراویح اور زکوٰۃ کے متعلق اہم  
احکام ومسائل**



**تالیف: فضیلۃ الشیخ محمدبن صالح العثیمین**

**عطاء الرحمن ضیاء اللہ ترجمہ:**

**مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنیؔ**

**ناشر: دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد وتوعیۃ الجالیات،ربوہ،ریاض**

**مملکتِ سعودی عرب**

**فصول في الصيام والتراويح والزكاة**

**(باللغة الأردية)**



تأليف: محمد بن صالح العثيمين-رحمه الله-

ترجمة: عطاء الرحمن ضياء الله

مراجعة: شفيق الرحمن ضياء الله المدني

الناشر:

فہرست موضوعات

[مقدّمہ 4](#_Toc485158471)

[فصل اول: روزہ کے حکم کے بیان میں 6](#_Toc485158472)

دوسری فصل: روزہ کی حکمتوں اور اس کے فوائد کے بیان میں...................11

تیسری فصل: مریض اور مسافر کے روزے کے حکم کے بیان میں...............17

چوتھی فصل: مفسدات صیام یعنی روزہ توڑنے والی چیزوں کے بیان میں....28

پانچویں فصل: تراویح کے بیان میں...........................................37

چھٹی فصل: زکوٰۃ اور اس کے فوائد کے بیان میں...............................42

ساتویں فصل: زکوٰۃ کے مصارف کے بیان میں............................... 57

آٹھویں فصل: زکوٰۃ فطر کے بیان میں.........................................66

چند منتخب فتاوے.............................................................71

کیفیت زکوٰۃ کے متعلق ایک ضمیمہ............................................79

### نبذة مختصرة عن الكتاب:

كتاب قيّم مترجم إلى اللغة الأردية يحتوي على ثمانية فصول في الصيام والتراويح والزكاة ، وهي:  
الفصل الأول: في حكم الصيام.  
الفصل الثاني: في فوائد الصيام وحكمه.  
الفصل الثالث: في صيام المسافر والمريض.  
الفصل الرابع: في مفسدات الصيام.  
الفصل الخامس: في التراويح.  
الفصل السادس: في الزكاة وفوائدها.  
الفصل السابع: في أهل الزكاة.  
الفصل الثامن: في زكاة الفطر.  
ويليه ملحق في كيفية إخراج الزكاة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدّمہ

الحمد لله نحمده، ونستعينه ونستغفره ونتوب إليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وسلم تسليما، أما بعد:

ماہ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پرہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں درج ذیل فصول پیش کررہے ہیں،اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمارے عمل کو خالص اپنے لیے،اپنی شریعت کے مطابق اور اپنی مخلوق کے لیے فائدہ مند بنائے،بیشک وہ بڑا سخی اور کرم نواز ہے:   
پہلی فصل: روزہ کے حکم کے بیان میں۔   
دوسری فصل: روزہ کی حکمتوں اورفوائد کے بیان میں۔   
تیسری فصل: مسافراورمریض کے روزے کے حکم کے بیان میں۔   
چوتھی فصل: مفسدات صیام یعنی روزہ توڑنے والی چیزوں کے بیان میں۔   
پانچویں فصل: تراویح کے بیان میں۔   
چھٹی فصل: زکوٰۃ اور اس کے فوائدکے بیان میں۔   
ساتویں فصل: اہل زکوٰۃ کے بیان میں۔   
آٹھویں فصل: زکوٰۃ الفطرکے بیان میں۔

**فصل اول: روزہ کے حکم کے بیان میں**   
ماہ رمضان کا روزہ اللہ کی کتاب،اس کے رسول کی سنت اور مسلمانوں کے اجماع کے ذریعہ ثابت شدہ ایک فریضہ ہے،اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:   
)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّـهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّـهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ(

ترجمہ:’’اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیاگیاہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے،تاکہ تم تقویٰ اختیارکرو۔گنتی کے چند ہی دن ہیں،لیکن تم میں سے جو شخص بیمارہو یا سفر میں ہو تو وہ اوردنوں میں گنتی کو پوراکرلے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لیے بہترہے،لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو۔ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتاراگیا جولوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں،تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے،ہاں جو بیمارہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے،اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کاہے،سختی کا نہیں، وہ چاہتاہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو ۔ ‘‘ ([[1]](#footnote-1))   
اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:   
’’ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے :اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺاللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ اداکرنا،خانہ کعبہ کا حج کرنا اورماہ رمضان کا روزہ رکھنا۔‘‘ ([[2]](#footnote-2))

اورصحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:’’رمضان کا روزہ رکھنااور بیت اللہ کا حج کرنا۔‘‘   
نیزماہ رمضان کے روزہ کی فرضیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے،چنانچہ جس شخص نے ماہ رمضان کے روزہ کی فرضیت کا انکار کیا وہ مرتد اورکافر ہے، اس سے توبہ کرایا جائے گا، اگروہ توبہ کرلیتا ہے اوراس کی فرضیت کا اقرار کرلیتاہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے کافر ہونے کی وجہ سے قتل کردیاجائے گا۔   
ماہ رمضان کا روزہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوا،چنانچہ رسول اللہﷺ نے نو رمضان کے روزے رکھے۔   
روزہ ہر بالغ وعاقل مسلمان پر فرض ہے۔لہٰذا کافر پر روزہ واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کا روزہ مقبول ہوگا یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرلے۔ نیز کم سن بچے پر بھی روزہ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے۔ اس کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ پندرہ سال کی عمر پوری کرلے، یااس کے زیرناف بال اگ آئے،یا احتلام وغیرہ کے ذریعہ اس سے منی نکلنے لگے۔اور عورت کی بلوغت کی پہچان کے لیے ایک مزید علامت دم حیض (ماہواری) کا آنا بھی ہے۔جب کم سن بچہ(بچی) کے اندر ان میں سے کوئی علامت پائی جائے تو وہ بالغ ہوگیا،لیکن پھر بھی کم سن بچہ اگر بغیر کسی ضرر ونقصان کے روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا تاکہ اسے روزہ رکھنے کی عادت پڑجائے اور وہ اس سے مانوس ہوجائے ۔   
جنون (پاگل پن) یا دماغ بدلنے یا کسی اور وجہ سے عقل کھودینے والے شخص پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے،بنابریں اگر انسان معمراور بڑی عمر کا ہے کہ وہ ہذیان بکتا اور یاوہ گوئی کرتاہے اوراس کی تمیز کی صلاحیت مفقود ہوگئی ہے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے نہ ہی اس کے بدلے کھانا کھلانا۔   
**فصل دوم: روزہ کی حکمتوں اور اس کے فوائد کے بیان میں**

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام ’’الحکیم‘‘ ہے،اور حکیم اسے کہتے ہیں جو حکمت سے متصف ہو،اورحکمت کا مطلب ہے امور کو مضبوطی کے ساتھ انجام دینااور انہیں ان کے مناسب مقام پر رکھنا،اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے اس نام کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیداکیا یا مشروع فرمایاہے اس کے اندر ایک عظیم حکمت پوشیدہ ہے،جسے جاننے والے جانتے ہیں اور نہ جاننے والے اس سے نابلد ہیں۔   
جو روزہ اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمایا اور اسے اپنے بندوں پر فرض قراردیاہے اس کے اندربڑی بڑی حکمتیں اور بہت سارے فائدے ہیں:   
**\***روزہ کی منجملہ حکمتوں میں سے یہ ہے کہ :وہ ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنی فطری طور پر محبوب چیزوں یعنی کھانا، پانی اور ہمبستری وغیرہ ترک کرکے اللہ کا تقرب حاصل کرتاہے،تاکہ اس کے ذریعہ اپنے پروردگار کی خوشنودی اور اس کی کرامت کے گھر(جنت) سے سرفرازہو،اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی محبوب چیزوں کو اپنے نفس کی محبوب چیزوں پر اور دار آخرت کو دنیا پر ترجیح اورفوقیت دیتا ہے۔   
**\***روزہ کی ایک حکمت ومصلحت یہ بھی ہے کہ اگر روزہ داراپنے روزہ کے فریضہ کی بخوبی ادائیگی کرلیتاہے تویہ اس کے لیے تقویٰ وپرہیزگاری کا سبب ہے،اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:   
(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ)   
ترجمہ:’’اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیاگیاہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گیے تھے،تاکہ تم تقویٰ اختیارکرو ۔ ‘‘ ([[3]](#footnote-3))   
لہٰذا روزہ دار اللہ کاتقویٰ اختیارکرنے کا مامور ہے،اور تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی بجاآوری کی جائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کیاجائے،اور یہی روزہ کا مقصود اعظم ہے،اس کا مقصد روزہ دار کو کھانے ،پینے اور ہمبستری سے باز رکھ کرتکلیف دینا مقصود نہیں ہے، نبیﷺکا فرمان ہے:   
([مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَہْلَ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)](http://library.islamweb.net/newlibrary/display_book.php?idfrom=3482&idto=3483&bk_no=52&ID=1204#docu)

’’جو شخص جھوٹ بولنے ،اس پر عمل کرنے اور جہالت سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا اورپانی چھوڑدے۔‘‘ ([[4]](#footnote-4))   
((قول الزور)) سے مرادہر حرام بات ہے،جیسے دروغ گوئی، غیبت، گالی گلوج اور ان کے علاوہ دیگر حرام چیزیں۔ ((والعمل بالزور )) یعنی جھوٹ پر عمل کرنے سے مراد:ہر حرام کام پر عمل کرنا ہے جیسے خیانت، دھوکہ،جسمانی اذیت،مال ودولت چھین لینے اور اس طرح کی دیگر چیزوں کے ذریعہ لوگوں پرظلم و زیادتی کرنا۔ اسی ضمن میں ان چیزوں کا سننا بھی داخل ہے جن کا سننا حرام ہے، جیسے حرام گانے اور آلات طرب وموسیقی وغیرہ۔ ((والجہل)) یعنی جہالت ونادانی سے مراد بیوقوفی اور کم عقلی ہے، یعنی قول وعمل میں عقل ورشد سے کام نہ لینا۔   
جب روزہ دار اس آیت اور حدیث کے تقاضے پر عمل پیرا ہوگا توروزہ سے اس کے نفس کی تربیت،اس کے اخلاق کی شائستگی اوراس کے سلوک کی درستگی ہوگی،اور رمضان کا مہینہ جاتے جاتے وہ انتہائی متاثر ہوگا جس کا اثر اس کے نفس،اس کے اخلاق اوراس کے سلوک میں نمایاں طور پردکھائی دے گا۔   
**\***روزہ کی حکمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ مالدار شخص اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مالداری کی نعمت کی قدر کو پہچانتاہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شرعی طور پر حلال چیزوں میں سے اس کی من پسند چیزوں جیسے کھانا،پانی اوربیوی سے ہمبستری وغیرہ کا حصول آسان کردیا ہے اور اسے قضا وقدر کے طور پر بھی اس کے لیے میسر کردیا ہے، چنانچہ اس نعمت پروہ اپنے رب کا شکر گذار ہوتا ہے،اور اپنے اس فقیر ومحتاج بھائی کو بھی یادر کھتا ہے جسے یہ چیزیں میسر نہیں ہیں اور اس پر صدقہ اور احسان کے ذریعہ سخاوت کرتاہے۔   
**\***روزہ کی حکمتوں میں سے:نفس پر کنٹرول اوراس پر قابو حاصل کرنے کی مشق کرنا بھی ہے،تاکہ وہ اپنے نفس کو ایسی چیزوں میں لگاسکے جن کے اندر دنیا وآخرت میں اس کی خیر وبھلائی اور سعادت مندی ہے، اوراپنے آپ کو حیوان صفت انسان بننے سے دور رکھے جومصلحت نفس کی خاطر اپنے نفس کو لذت وشہوات سے باز نہیں رکھ پاتا ہے۔   
**\***روزہ کی حکمتوں میں سے حفظانِ صحت سے متعلق فوائد کا حصول بھی ہے جو کھانے کو کم کرنے اور نظامِ ہضم کو ایک معین وقت کے لیے آرام پہنچانے کے نتیجہ میں حاصل ہوتاہے،کیونکہ اس طرح جسم کو نقصان پہنچانے والے بعض فضلات اور رطوبات جسم کے اندر جمنے نہیں پاتے ہیں۔   
**تیسری فصل: مریض اور مسافر کے روزہ کے حکم کے بیان میں**اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّـهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ )

ترجمہ:’’جو بیمارہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے،اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کاہے، سختی کا نہیں ۔‘‘ ([[5]](#footnote-5))   
مریض کی دو قسمیں ہیں:   
**پہلی قسم:** وہ مریض جس کی بیماری دائمی ہو اس کے ختم ہونے کی امید نہ ہو، مثال کے طور پر کینسرکی بیماری،اس صورتحال میں اس پر روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، اس لیے کہ اس کی حالت ایسی نہیں ہے جس میں اس کے روزہ پر قادر ہونے کی امیدکی جاسکے،لیکن وہ ہر دن کے روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا،اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ یا توماہ رمضان (روزہ) کے دنوں کی تعداد کے مطابق فقراء ومساکین کو جمع کرے اور انہیں شام یا دوپہر کا کھاناکھلائے، جیساکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ معمر (سن رسیدہ) ہونے پر کیا کرتے تھے،اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ روزہ کے دنوں کی تعداد میں فقراء ومساکین پر ،ہر مسکین کے لیے ایک چوتھائی صاع نبوی کے حساب سے کھانا(غلہ)تقسیم کردے،ایک چوتھائی صاع نبوی کا وزن اچھے قسم کے گیہوں سے آدھا کلو دس گرام(gm 510) ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ کھانا( اناج) کے ساتھ سالن جیسے گوشت یا تیل وغیرہ بھی شامل کردے۔   
یہی حکم اس بوڑھے اور معمر آدمی کا بھی ہے جو روزہ رکھنے سے عاجز وقاصر ہو، لہٰذاوہ بھی ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا۔   
**دوسری قسم:** جس کی بیماری عارضی اور وقتی طور پر ہو اس کے ختم ہونے سے مایوسی ظاہرنہ ہوئی ہو،مثلاً بخار اور اس کے مشابہ دیگر بیماریاں،اس کی تین حالتیں ہیں:   
**پہلی حالت:** اس کے لیے روزہ رکھنے میں کوئی مشقت وپریشانی نہ ہو اور نہ ہی اس سے اسے کوئی نقصان پہنچتاہو،ایسی صورت میں اس پر روزہ رکھنا واجب ہے،اس لیے کہ اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔   
**دوسری حالت:** اس کے لیے روزہ رکھنے میں مشقت وپریشانی ہو لیکن اس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچتاہو،ایسی صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا مکروہ ہے، اس لیے کہ اس میں اس کے نفس پر مشقت وپریشانی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رخصت کو اپنانے سے اعراض پایا جاتا ہے۔   
**تیسری حالت:**اس کے لیے روزہ رکھنا نقصان دہ ہو،اس صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا حرام ہے،اس لیے کہ اس طرح وہ اپنے آپ کو ضررونقصان سے دوچار کررہا ہے،جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:   
(وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ)   
ترجمہ:’’اوراپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ۔‘‘ ([[6]](#footnote-6))   
اور حدیث میں نبیﷺ سے ثابت ہے:   
’’نہ تو ضرر جائز ہے اور نہ ضرررسانی۔‘‘   
اس حدیث کی تخریج ابن ماجہؒ اور حاکمؒ نے کی ہے،اورامام نوویؒ نے کہا ہے کہ اس کے کئی طرق ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں۔   
مریض پر روزہ کے نقصان دہ ہونے کا پتہ یا تو مریض کے خود اپنے نفس پر ضرر کے احساس یا کسی معتمد ڈاکٹر کی خبر کے ذریعہ لگایا جاسکتا ہے۔بہرحال جب بھی اس قسم کا مریض روزہ توڑدیتا ہے تو شفایاب ہونے کے بعد ان دنوں کی تعداد میں روزہ رکھے گا جن کا روزہ توڑدیاتھا،اور اگر شفایاب ہونے سے پہلے مرگیا تو اس سے قضا ساقط (معاف) ہوجائے گی،اس لیے کے اس پر فرض یہ ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں اسی تعداد میں روزہ رکھے اور اس نے اسے (یعنی دوسرے دنوں کو)نہیں پایا۔   
مسافر کی دوقسمیں ہیں:  
**پہلی قسم:** وہ مسافر جس کامقصد اپنے سفر کے ذریعہ روزہ توڑنے کے لیے حیلہ وبہانہ تلاش کرنا ہے،ایسے شخص کے لیے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے،اس لیے کہ اللہ کے فرائض کے لیے حیلہ وبہانہ اختیار کرنے سے وہ( فریضہ )ساقط نہیں ہوتا ہے۔  
**دوسری قسم:** وہ مسافر جس کا یہ مقصد نہیں ہے،**اس کی تین حالتیں ہیں:   
پہلی حالت:**اس کے لیے روزہ رکھنا سخت مشقت وپریشانی کا باعث ہو،ایسی صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا حرام ہے،اس لیے کہ نبیﷺ ’’فتح مکہ کی لڑائی میں روزہ سے تھے تو آپ کو اطلاع ملی کہ لوگوں پر روزہ شاق گذررہا ہے اور وہ آپ کے فعل کا انتظار کررہے ہیں،چنانچہ آپ نے عصر کے بعد پانی کا ایک پیالہ طلب کیا اور اسے پی لیا، اس حال میں کہ لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے،(یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ توڑدیا) پھر آپ سے کہاگیا کہ:بعض لوگ(اب بھی) روزے سے ہیں ، تو آپ نے فرمایا: ’’وہ لوگ نافرمان ہیں،وہ لوگ نافرمان ہیں۔‘‘ ([[7]](#footnote-7))   
**دوسری حالت:** اس پر روزہ شاق ہولیکن سخت مشقت کا باعث نہ ہو، ایسی صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا مکروہ ہے،اس لیے کہ وہ اپنے نفس کو مشقت سے دوچارکرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی رخصت سے اعراض کررہاہے۔   
**تیسری حالت:**اس کے لیے روزہ رکھنے میں کوئی مشقت وپریشانی نہ ہو، ایسی صورت میں روزہ رکھنے اور توڑنے میں سے جو چیز آسان تر ہو اس کو اختیارکرے(یعنی اگر روزہ رکھنا آسان ترہو تو روزہ رکھے،اور اگر روزہ توڑنے میں زیادہ آسانی ہو تو روزہ توڑدے) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:   
(يُرِيدُ اللَّـهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ)   
ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کاہے،سختی کا نہیں۔‘‘ ([[8]](#footnote-8))   
یہاں پر ارادہ محبت کے معنی میں ہے۔   
اور اگر دونوں پہلو(سفر میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا) برابر ہیں تو روزہ رکھنا ہی افضل ہے،اس لیے کہ نبیﷺ کا فعل یہی ہے، جیساکہ صحیح مسلم میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:   
’’ہم رمضان کے مہینہ میں سخت گرمی کے موسم میں (سفر پر) نکلے،یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنے ہاتھ کو اپنے سرپررکھ لیاکرتاتھا،اورہمارے درمیان رسول اللہﷺ اور عبد اللہ بن رواحۃ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی روزہ سے نہیں تھا۔ ‘‘   
مسافر جس وقت اپنے شہر سے سفر پر نکلتا ہے اسی وقت سے لے کر پھر وہیں واپس لوٹنے تک سفر میں ہوتا ہے،اگرچہ جس شہر کی طرف اس نے سفرکیا ہے ،وہاں وہ ایک مدت تک قیام کرتا ہے،بہرکیف جب تک اس کی یہ نیت ہے کہ جس مقصد کے لیے اس نے سفرکیا ہے اس کے پوراہونے کے بعد وہ ہرگز وہاں قیام نہیں کرے گا تو وہ سفر ہی پر ہے،چنانچہ وہ سفر کی رخصتوں کواختیار کرے گا،اگرچہ اس کے قیام کی مدت طویل ہوجائے، اس لیے کہ نبیﷺسے اس مدت کی تحدید وتعیین وارد نہیں ہے جس پر سفر ختم ہوجاتاہے،اور اصل یہ ہے کہ سفر باقی ہے اور اس کے احکام ثابت ہیں یہاں تک کہ اس بات کی دلیل آجائے کہ سفر ختم ہوگیا اور اس کے احکام باقی نہیں رہے۔   
وہ سفر جس کی رخصت ہے اس میں عارضی سفر جیسے حج وعمرہ،کسی رشتہ دار کی زیارت اور تجارت وغیرہ کا سفر،اور دائمی سفر جیسے کرایہ کی گاڑیاں ( ٹیکسی)چلانے والوں یا اس کے علاوہ بڑی گاڑیاں چلانے والوں کے سفرکے درمیان کوئی فرق نہیں ہے،وہ جب بھی اپنے شہر سے باہر نکلیں وہ مسافر ہیں،ان کے لیے وہ تمام چیزیں جائز ہیں جو دیگر مسافروں کے لیے جائز ہیں جیسے رمضان کے مہینہ میں روزہ نہ رکھنا،چاررکعت والی نمازوں کو قصر کرکے دورکعت پڑھنا،ضرورت کے وقت ظہر وعصر کے درمیان،اور مغرب وعشاء کے درمیان جمع کرنا۔ان کے لیے روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے اگر ان کے حق میں یہی آسان ترہے،اور وہ موسم سرما میں اس کی قضا کریں گے، اس لیے کہ ان گاڑیاں چلانے والوں کا ایک شہر ہوتا ہے جس کی طرف وہ نسبت رکھتے ہیں،لہٰذا جب بھی وہ اپنے شہروں میں ہوں گے تو وہ مقیم سمجھے جائیں گے،اور ان کے لیے وہ چیزیں جائز ہوں گی جو دیگر مقیم لوگوں کے لیے ہیں،اوران پر وہ چیزیں جاری ہوں گی جو دیگر مقیم لوگوں پر جاری ہوتی ہیں، اور جب بھی وہ سفر کریں گے تو وہ مسافر سمجھے جائیں گے ان کے لیے وہ تمام چیزیں ہوں گی جو مسافروں کے لیے ہیں،اور ان پر وہ چیزیں جاری ہوں گی جو مسافروں پر جاری ہوتی ہیں۔

**چوتھی فصل: مفسدات صیام یعنی روزہ توڑنے والی چیزوں کے بیان میں**   
روزہ فاسد کرنے وا لی سا ت چیزیں ہیں:   
 ۱۔ جماع (ہمبستری):جماع کا مطلب عضو خاص کو شرمگاہ میں داخل کرناہے، جب بھی روزہ دار ہمبستری کرے گا اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا،پھر اگر اس نے رمضان کے دن میں جماع کیا ہے اور روزہ اس پر واجب تھا تو اس پر کفارہ مغلظہ واجب ہے؛ اس لیے کہ اس کا فعل بہت برا ہے، کفارہ مغلظہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے، اگر غلام نہ ملے تو مسلسل دوماہ کا روزہ رکھے،اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو توساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، اور اگر(رمضان میں) روزہ اس پر واجب نہیں ہے مثلاًمسافر جو روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرلیتا ہے تو اس پر صرف قضا واجب ہے اس پر کفارہ نہیں ہے۔   
۲۔ مباشرت،یا بوس وکنار ،یاکسی اور چیز کے ذریعہ منی نکالنا،اگربوس وکنار کرنے سے منی نہیں نکلتی ہے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔   
۳۔ کھانا اور پینا:یعنی پیٹ کے اندر کھانا یا پانی کو پہنچانا،خواہ وہ (کھانا یا پانی) منہ کے راستہ سے ہو یا ناک کے راستہ سے ،اسی طرح کھائی جانے والی یا پی جانے والی چیز کی نوعیت کچھ بھی ہو(تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا)۔ نیز روزہ دار کے لیے اس طور پر بخور کا دھواں سونگھنا (دھونی لینا)جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے پیٹ کے اندر پہنچ جائے،اس لیے کہ دھواں کے اندر اجزاء(جرم یا جسم) ہوتے ہیں(جن کو اگر سونگھا جائے تو ناک کے راستہ سے پیٹ تک پہنچ جاتے ہیں)،البتہ خوشبو (عطر)کے سونگھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔   
۴۔ جو کھانے یا پینے کے ہم معنی (قائم مقام)ہو،مثال کے طورپر طاقت کا انجکشن جو کھانے اور پینے کا کام کرتااور اس سے بے نیازکردیتا ہے، البتہ وہ انجکشن جو خوراک (غذا) کا کام نہیں کرتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتاہے،چاہے وہ رگ کے راستہ سے لیاجائے یا پٹھوں کے اندر لگایا جائے۔   
۵۔ سینگی کے ذریعہ خون نکالنا،اوراسی پرقیاس کرتے ہوئے فصد اور اسی کے مثل دیگر چیزوں کے ذریعہ خون نکالنا بھی ہے جو انسان کے جسم پر سینگی کے مانند اثر انداز ہوتی ہیں،البتہ ٹسٹ وغیرہ کے لیے تھوڑا سا خون نکالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، اس لیے کہ اس کے اثر سے جسم اتناکمزور نہیں ہوتا ہے جتنا کہ سینگی کے اثر سے ہوتاہے۔   
۶۔ قصداً(جان بوجھ کر) قے کرنا،یعنی معدہ میں جو کچھ کھانا اور پانی ہے اسے باہر نکال دینا۔   
۷۔ حیض اور نفاس کا خون آنا۔   
مذکورہ بالا مفسدات سے روزہ دارکا روزہ اسی وقت ٹوٹے گا جب اس کے اندر تین شرائط پائی جائیں:   
پہلی شرط:اسے حکم اور وقت کا علم (واقفیت)حاصل ہو۔   
دوسری شرط:اس کی یادداشت باقی ہو۔   
تیسری شرط:وہ خودمختار ہو۔   
لہٰذا اگر اس نے یہ گمان کرتے ہوئے سینگی لگوالی کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے،اس لیے کہ اسے حکم کا علم نہیں ہے،اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:   
(وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَـٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ )

ترجمہ:’’تم سے بھول چوک میں جوکچھ ہوجائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں،البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو۔‘‘ ([[9]](#footnote-9))   
اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:   
(رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا)   
ترجمہ:’’اے ہمارے رب !اگرہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا ۔‘‘ ([[10]](#footnote-10))   
اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا: میں نے اسے قبول فرمالیا۔   
اور صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے دورسیاں ایک کالی اوردوسری سفید اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیں اور کھاناشروع کردیا اور ان دونوں رسیوں کی طرف دیکھتے رہے،جب ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے ظاہر و باہر ہوگئی، تو کھانے سے رک گئے،یہ گمان کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:   
)حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (ترجمہ:’’یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہرہوجائے۔‘‘ ([[11]](#footnote-11))   
کا یہی معنی ومفہوم ہے۔   
پھر نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی، تو آپﷺنے ان سے فرمایا:’’اس سے مراد دن (صبح) کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے۔‘‘   
اور ان کو روزہ لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔   
اسی طرح اگر یہ گمان کرتے ہوئے کھالے کہ فجر طلوع نہیں ہوئی ہے،یا یہ کہ سورج غروب ہوگیا ہے، پھراس کے گمان کے خلاف چیز ظاہر ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے،اس لیے کہ اسے وقت کا علم نہیں ہے،اور صحیح بخاری میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ :   
نبیﷺ کے زمانہ میں ایک ابرآلود دن میں ہم نے افطار کرلیا، پھر سورج طلوع (ظاہر) ہوگیا ۔   
(اور نبیﷺنے لوگوں کوقضا کا حکم نہیں دیا)   
اگر قضا کرنا واجب ہوتا تو نبی ﷺ اسے ضرور بیان کرتے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دین کو مکمل کردیا اور اگر آپ اسے بیان کیے ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور نقل کرتے ،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، لہٰذا جب صحابہ کرام نے اسے نقل نہیں کیا تو ہمیں اس سے معلوم ہواکہ وہ واجب نہیں ہے۔ اور اس لیے بھی کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے نقل کرنے کے اسباب مکمل طور پر پائے جاتے ہیں،لہٰذا اس سے غفلت برتنا ممکن نہیں ہے۔   
نیز اگر وہ بھول جائے کہ وہ روزہ کی حالت میں ہے اورکھا پی لے تواس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا،اس لیے کہ نبی ﷺکا فرمان ہے:’’جس شخص نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا تو اسے اپنا روزہ پوراکرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے ۔ ‘‘ ([[12]](#footnote-12))   
اسی طرح اگر روزہ دارکو کھانے پر مجبور کیاجائے،یا کلی کرتے وقت پانی اس کے پیٹ میں چلاجائے، یا وہ اپنی آنکھ میں دواکاقطرہ ٹپکائے اور قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے ، یا خواب میں اس سے منی کا نزول ہوجائے، توان تمام صورتوں میں اس کا روزہ صحیح ہے؛اس لیے یہ چیزیں بغیر اس کے اختیاروارادہ کے(غیراختیاری طور پر) وقوع پذیر ہوئی ہیں۔   
اسی طرح مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتاہے،بلکہ روزہ دار اور غیرروزہ دار ہر ایک کے لیے کسی بھی وقت مسواک کرنا سنت ہے چاہے وہ دن کے ابتدائی حصہ میں ہو یا اس کے آخری حصہ میں۔نیزروزہ دار کے لیے ایسے وسائل کا اختیارکرنا جائز ہے جس سے وہ اپنے آپ سے گرمی اور پیاس کی شدت کو کم کرسکے،مثلا پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنا وغیرہ، اس لیے کہ: ’’نبیﷺ روزہ کی حالت میں پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈالتے تھے۔ ‘‘

اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روزہ کی حالت میں ایک کپڑا تر کرکے اسے اپنے اوپر ڈال لیا۔ درحقیقت یہ اس آسانی کے مظاہر ہیں جس کا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ارادہ رکھتا ہے،اور اللہ کی نعمت اور اس کی آسانی پر ہرقسم کی تعریف اور شکرو احسان اسی کے لیے ہے۔   
  
**پانچویں فصل: تراویح کے بیان میں**   
ماہ رمضان میں جماعت کے ساتھ قیام اللیل کرنے کو تراویح کہتے ہیں، اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر (صادق)تک ہے، نبیﷺ نے ماہ رمضان میں قیام اللیل کی ترغیب دی ہے،چنانچہ ارشادفرمایا:   
’’ جس نے ایمان کے ساتھ اور اجروثواب کے حصول کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ ‘‘  
اور صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ :’’نبی ﷺنے ایک رات مسجد میں قیام اللیل کیا توکچھ لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اگلی رات آپ نے نماز پڑھی تو لوگوں کی کثرت ہوگئی،پھرتیسری یا چوتھی رات بھی لوگ جمع ہوئے لیکن آپ نماز کے لیے ان کی طرف نہیں نکلے،جب آپ نے صبح کی تو ارشاد فرمایا:   
’’(آج رات )جو کچھ تم نے کیاہے میں نے اسے دیکھا لیکن تمہاری طرف نکلنے سے میرے لیے صرف یہ چیز مانع ہوئی کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ(تراویح) تم پر فرض نہ کردی جائے۔ ‘‘   
یہ واقعہ رمضان کے مہینہ میں پیش آیا تھا۔   
سنت کا طریقہ یہ ہے کہ صرف گیارہ رکعتوں پر اکتفا کیاجائے،اور ہردو رکعت کے بعد سلام پھیراجائے؛اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رمضان میں نبیﷺکس طرح نماز پڑھتے تھے، تو انہوں نے فرمایا:آپ رمضان اور غیررمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے ۔ ‘‘ ([[13]](#footnote-13))   
اور مؤطا میں محمد بن یوسف سے مروی ہے۔اور وہ ایک ثقہ اور ثبت راوی ہیں۔ وہ سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں۔اور وہ صحابی ہیں۔ کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح کی نماز پڑھائیں۔   
اگر کوئی تراویح کی نمازگیارہ رکعت سے زیادہ پڑھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛اس لیے کہ نبیﷺسے قیام اللیل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:   
’’وہ دو دو رکعت پڑھی جائے ، اور جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت نماز پڑھ لے وہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادے گی۔‘‘ ([[14]](#footnote-14))   
لیکن جوتعداد سنت کے اندر وارد ہے سنجیدگی اورلمبی قراء ت کے ساتھ۔ جو لوگوں کے لیے باعث مشقت نہ ہو۔ اسی کی پابندی کرنا افضل اور کامل ترین ہے۔   
البتہ آج کل بعض لوگ جو انتہائی جلد بازی سے کام لیتے ہیں وہ خلاف شرع ہے، اور اگراس سے کسی واجب یا رکن کے اندر خلل پڑتاہے تو اس سے نماز باطل ہوجائے گی۔   
بہت سے ائمہ مساجد صلاۃ تراویح میں سنجیدگی(سکون ووقار)اختیار نہیں کرتے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے،کیونکہ امام صرف اپنے لیے نماز نہیں پڑھتا ہے، بلکہ اپنے لیے اور اپنے علاوہ (مقتدیوں)کے لیے بھی نمازپڑھتا ہے،لہٰذااس کی حیثیت ولی (سرسپرست) کی طرح ہے جس پر واجب ہے کہ وہ ایسا کام کرے جو سب سے بہتر اور مناسب ترین ہو،اہل علم نے ذکرکیاہے کہ امام کے لیے اس قدر جلد بازی کرنا مکروہ ہے جو مقتدیوں کے لیے واجبات کی ادائیگی سے مانع ہو۔   
لوگوں کے لیے مناسب اور لائق وزیباہے کہ وہ صلاۃ تراویح کی ادائیگی کے حریص بنیں، ایک مسجد سے دوسری مسجد جانے میں اسے ضائع نہ کردیں، کیونکہ جس شخص نے امام کے ساتھ قیام اللیل کیا یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوگیا تو اس کے لیے پوری رات قیام اللیل کرنے کا اجروثواب لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ اس کے بعد اپنے بستر پرہی کیوں نہ سوگیاہو۔   
اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو صلاۃ تروایح میں عورتوں کے حاضر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ وہ شرم وحیاکے ساتھ آئیں ، زیب وزینت کااظہارکرنے والی اور خوشبوؤں سے معطر نہ ہوں۔   
**چھٹی فصل: زکوٰۃ اور اس کے فوائد کے بیان میں**   
زکوٰۃ اسلام کے فرائض کے میں سے ایک عظیم فریضہ اور شہادتین اور نماز کے بعداس کے ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے،اس کے واجب ہونے پراللہ تعالیٰ کی کتاب،اس کے رسولﷺکی سنت اور مسلمانوں کا اجماع دلالت کرتا ہے۔ جس نے اس کے وجوب کا انکارکیا وہ اسلام سے مرتد اور کافر ہے،اس سے توبہ کروایاجائے گا، اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو ٹھیک ، ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔اور جو شخص اس کی ادائیگی میں بخیلی کرتا ہے یا اس میں سے کچھ کمی کرتا ہے تو وہ ظالموں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستحق ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:   
(وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّـهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّـهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّـهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ)   
ترجمہ:’’جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ں ڈالے جائیں گے ، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے،اور جوکچھ تم کررہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے ۔‘‘ ([[15]](#footnote-15))   
صحیح بخاری میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا : ’’جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادانہیں کرتا ہے توقیامت کے دن اس(مال)کواس کے لیے ایک زہریلے سانپ کی شکل میں بنایا جائے گاجس کی آنکھ کے اوپر دوسیاہ نقطے ہوں گے، جو اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیاجائے گا، پھر وہ اس کی دونوں باچھیں (جبڑوں کو) پکڑ کرکہے گا:میں تیرا مال ہوں،میں تیرا خزانہ ہوں‘‘۔   
(شجاع:نر سانپ کو کہتے ہیں،اور اقرع:اس سانپ کو کہتے جس کے زہر کی کثرت کی وجہ سے اس کے سر کے بال گرگئے ہوں)  
اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:   
(وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّـهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَـٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ)   
ترجمہ:’’اورجو لوگ سونے چاندی کاخزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے،انہیں دردناک عذاب کی خبرپہنچادیجیے۔جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا)یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بناکر رکھا تھا،پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔‘‘ ([[16]](#footnote-16))

صحیح مسلم میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:   
’’ جو بھی سونا یا چاندی والا شخص اپنے اس مال کا حق (زکوٰۃ) ادانہیں کرتا ہے، اس کے لیے قیامت کے دن آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی اور انہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا،پھر ان سے اس کے پہلو،اس کی پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا،جب جب بھی وہ ٹھنڈی ہوجائیں گیں دوبارہ اسی طرح کاعمل کیا جائے گا،یہ عذاب ایک ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی ،(یہ حالت اس وقت تک رہے گی)یہاں تک بندوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے۔‘‘   
**زکوٰۃ کے کچھ دینی،اخلاقی اور معاشرتی فائدے** ہیں،جن میں سے درج ذیل کا ہم تذکرہ کررہے ہیں:   
زکوٰۃ کے دینی فائدے:  
۱۔یہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن کی ادائیگی ہے جس پر دنیا وآخرت میں بندہ کی نیک بختی اور کامیابی وکامرانی کا دارومدار ہے۔   
۲۔یہ بندہ کو اس کے رب سے قریب کردیتی ہے اور اس کے ایمان میں اضافہ کرتی ہے،بالکل اسی طرح جس طرح کی دیگر طاعتوں(نیکیوں) کے انجام دینے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔   
۳۔زکوٰۃ کی ادائیگی پر بہت بڑا اجروثواب حاصل ہوتا ہے،اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:   
(يَمْحَقُ اللَّـهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ)   
ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ سود کومٹاتا ہے اورصدقہ کوبڑھاتا ہے۔‘‘ ([[17]](#footnote-17))

اور فرمایا:   
(وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّـهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّـهِ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ)  
ترجمہ: ’’تم جو سودپر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتارہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا۔اورجوکچھ صدقہ وزکوٰۃتم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے دو توایسے لوگ ہی ہیں اپنا دوچندکرنے والے۔‘‘ ([[18]](#footnote-18))

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:   
’’ جوشخص پاکیزہ (حلال) کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے ۔اور اللہ تعالیٰ صرف پاک چیز ہی کو قبول فرماتاہے۔ تواللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے،پھر اس کی اسی طرح پرورش(افزائش) کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھیرے(گھوڑے کے بچے)کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ کیا ہوا مال) پہاڑ کی مانند ہوجاتا ہے ۔‘‘ ([[19]](#footnote-19))   
۴۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب خطاؤں کو معاف کردیتا ہے،جیساکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:   
’’صدقہ گناہ کو ایسے ہی مٹادیتا ہے جس طرح کہ پانی آگ کو بجھادیتی ہے۔ ‘‘   
یہاں پر صدقہ سے(واجبی) زکوٰۃ اور عام(نفلی) صدقات وخیرات سب مراد ہیں۔   
زکوٰۃ کے اخلاقی فائدے:  
۱۔ یہ زکوٰۃ اداکرنے والے کو سخی وفیاض اور ارباب جود وکرم کے زمرہ سے ملادیتی ہے۔   
۲۔ زکوٰۃ کی وجہ سے زکوٰۃ اداکرنے والے اپنے فقیر و محتاج بھائیوں پر مہربانی وہمدردی کرنے کی خوبی سے آراستہ ہوجاتے ہیں،اور مہربانی کرنے والوں پر اللہ رحم فرماتا ہے۔   
۳۔اس بات کا مشاہدہ ہے کہ مسلمانوں کومالی اور جسمانی نفع پہنچانے سے شرح صدر اور دل کا سروروانبساط حاصل ہوتا ہے،اور اس کے سبب انسان اپنے بھائیوں کونفع پہنچانے کے بقدر محبوب اور معزز ومکرم ہوجاتا ہے۔   
۴۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے صاحب زکوٰۃ کا اخلاق بخیلی اور کنجوسی سے پاک ہوجاتا ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:   
(خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا)   
ترجمہ:’’آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے،جس کے ذریعہ سے آپ ان کوپاک صاف کردیں۔‘‘ ([[20]](#footnote-20))

زکوٰۃ کے معاشرتی فائدے:   
۱۔ زکوٰۃ سے غریبوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے جن کی بیشتر ممالک میں اکثریت ہے۔   
۲۔زکوٰۃ کے اندر مسلمانوں کی تقویت اور ان کے شان کی بلندی ہے، اسی لیے زکوٰۃ کا ایک مصرف جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے،جسے ہم ان شاء اللہ عنقریب ذکر کریں گے۔   
۳۔فقیر اورمحتاج وبدحال لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وکپٹ اور عداوت ودشمنی ہوتی ہے زکوٰۃ کے ذریعہ اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے،کیونکہ جب فقیر و محتاج لوگ مالداروں کو مال ودولت سے محظوظ ہوتے دیکھتے ہیں اور تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی اس سے انہیں فائدہ نہیں پہنچتا ہے تو بسااوقات ان کے دلوں میں مالداروں کے خلاف کینہ ا ورعداوت جنم لیتی ہے کہ انہوں نے ان کے حقوق کی رعایت نہیں کی اور ان کی کسی ضرورت کو پورا نہیں کیا، لیکن اگر مالدار لوگ اپنے اموال میں سے کچھ حصہ ہر سال ان پر خرچ کرتے ہیں تو یہ چیزیں ختم ہوجاتی ہیں اور ان کے مابین محبت والفت پیدا ہوجاتی ہے۔   
۴۔اس سے مال کے اندر نمو وبڑھوتری ہوتی ہے اور اس کی برکت میں اضافہ ہوتاہے، جیساکہ حدیث میں نبی ﷺ سے واردہے کہ آپﷺ نے ارشادفرمایا:   
’’ صدقہ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔ ‘‘   
یعنی اگرچہ صدقہ سے مال کے اندر تعداد کے اعتبار سے تو کمی واقع ہوتی ہے، لیکن اس کی برکت اور مستقبل میں اس میں زیادتی اور اضافہ ہونے میں ہرگز کمی واقع نہیں ہوتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطافرماتاہے اور اس کے مال میں برکت دیتا ہے۔   
۵۔زکوٰۃ سے مال کا دائرہ وسیع ہوجاتاہے،اس لیے کہ جب مال کا کچھ حصہ خرچ کیا جاتا ہے تواس کادائرہ بڑھ جاتاہے اور اس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے ہیں، برخلاف اس کے کہ اگر وہ مالداروں کے بیچ ہی گردش کرتا رہے ، فقیرومحتاج لوگوں کو اس سے کچھ بھی نہ ملے۔   
زکوٰۃ کے یہ تمام فوائد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فرد ومعاشرہ کی اصلاح کے لیے زکوٰۃایک ضروری چیز ہے،اور پاک ہے اللہ کی ذات جو علم وحکمت والی ہے۔   
**زکوٰۃ کچھ مخصوص مالوں کے اندر واجب ہے،انہی میں سے :** سونا اور چاندی ہے بشرطیکہ وہ نصاب تک پہنچ جائیں،سونے کا نصاب گیارہ سعودی جنیہ (سونے کا سکہ) اورایک جنیہ کا تین ساتواں(۳/۷) حصہ ہے۔اور چاندی کا نصاب چاندی کا چھَپَّن(۵۶) سعودی ریال یا اس کے مساوی بینک نوٹس(کرنسیاں) ہیں،اس کے اندر زکوٰۃ کی واجب مقدار اڑھائی فیصد ہے۔اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ سونا اور چاندی سکوں یا بغیر ڈھلے ہوئے ڈھیلے یا زیور کی شکل میں ہوں۔بنابریں عورت کے سو نے اور چاندی کے زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ نصاب کو پہنچ جائے،اگرچہ وہ اس کو پہنتی یا عاریت (منگنی)دیتی ہو۔اس لیے کہ سونا اور چاندی کے زکوٰۃ کو واجب کرنے والی دلیلیں بغیرکسی تفصیل کے عام ہیں،اور اس لیے بھی کہ کچھ خاص حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں جو زیور میں زکوٰۃ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ اسے پہنا جاتاہو، مثال کے طور پر عبد اللہ بن عمروبن العاص رضی اللہ عنہماکی روایت ہے کہ ایک خاتون نبیﷺ کے پاس آئیں اور ان کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے،تو آپ ﷺنے فرمایا:   
’’کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو‘‘؟ انہوں نے کہا: نہیں،آپ نے فرمایا:’’کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اللہ تمہیں ان دونوں کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟ ‘‘   
چنانچہ اس عورت نے وہ دونوں کنگن نکال کر پھینک دیے اور کہا:یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔‘‘ صاحب بلوغ المرام نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ائمہ ثلاثہ (یعنی ابوداود،نسائی،ترمذی) نے روایت کیاہے،اور اس کی اسناد قوی ہے۔اور اس لیے بھی کہ اس میں احتیاط کا پہلو زیادہ ہے،اور جس کے اندر احتیاط کا پہلو زیادہ ہو وہی اولیٰ وبہترہے۔   
**جن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے انہی میں سے تجارت کا سامان** بھی ہے،اور اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جسے تجارت کے لیے تیارکیا گیاہو،جیسے زمین وجائداد، گاڑیاں، مویشی، کپڑے اور اس کے علاوہ مال کے دیگر اصناف واقسام،اس کے اندر زکوٰۃکی واجب مقداراڑھائی فیصدہے،سال کے اختتام پراس کی قیمت کااندازہ لگایاجائے گا، اور اس کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ نکالی جائے گی، خواہ اس کی مالیت‘ قیمت خریدسے کم،یااس سے زیادہ، یا اس کے مساوی ہو۔ البتہ جس چیز کو اس نے اپنی حاجت کے لیے ،یاکرایہ پر دینے کے لیے رکھا ہے جیسے زمینی جائداد،گاڑیاں،سازوسامان وغیرہ تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے،اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:’’مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃواجب نہیں ہے۔ ‘‘   
لیکن سال پوراہونے پر کرایہ سے حاصل ہونے والی اجرت میں زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح سابقہ دلیلوں کی بنیادپر سونے اور چاندی کے زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔   
**ساتویں فصل: اہل زکوٰۃ کے بیان میں**   
اہل زکوٰۃ سے مراد وہ جہات (مصارف)ہیں جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مستحقین کا بیان ازخود فرمایا ہے،چنانچہ ارشاد فرمایا:   
(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّـهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّـهِ ۗ وَاللَّـهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)   
ترجمہ:’’صدقے (زکوٰۃ) صرف فقیروں کے لیے ہیں اورمسکینوں کے لیے اوران کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے،فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم وحکمت والاہے ۔‘‘ ([[21]](#footnote-21))   
ا**س طرح زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:**   
اول: فقراء ،یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی کفایت کی روزی میں سے صرف تھوڑی چیزیعنی نصف سے بھی کم میسرہوتی ہے،اگر انسان کے پاس اپنے نفس اوراہل وعیال پر خرچ کرنے کے لیے آدھے سال کا بھی انتظام نہیں ہے تو وہ فقیرہے اور اسے اتنی زکوٰۃ دی جائے گی جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے سال بھر کے لیے کافی ہو۔   
دوم: مساکین ،یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی کفایت کی آدھی یا اس سے زیادہ روزی میسرہوتی ہے،لیکن ان کے پاس پورے سال کی روزی کا بندوبست نہیں ہوتا، چنانچہ ان کے سال بھر کا خرچ زکوٰۃ کی رقم سے پوراکردیا جائے گا۔ اگرآدمی کے پاس نقود نہ ہوں،لیکن اس کے پاس آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ جیسے صنعت وحرفت،یا تنخواہ یا کوئی اور کام ہو جس سے وہ اپنی کفایت بھرروزی کابندوبست کرسکتاہے،تواسے زکوٰۃنہیں دی جائے گی۔ اس لیے کہ نبیﷺ کا فرمان ہے:   
’’ مالدارکے لیے اورکمانے کی طاقت رکھنے والے توانا شخص کے لیے زکوٰۃ کے مال میں کوئی حصہ (حق) نہیں ہے۔ ‘‘   
تیسرا:کارکنانِ زکوٰۃ،یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ملک کا عام حکمراں زکوٰۃ وصول کرنے، اسے اس کے مستحقین پر تقسیم کرنے اور اس کی حفاظت ونگہداشت کرنے وغیرہ کی ذمہ داری سونپتا ہے،ایسے لوگوں کوان کے کام (محنت) کے مطابق زکوٰۃ کے مال سے دیا جائے گااگرچہ وہ لوگ مالدارہی کیوں نہ ہوں۔   
چوتھا: وہ لوگ جن کے دلوں کی تالیف (دلجوئی)مقصودہو،اس سے مراد وہ سردارانِ قبائل ہیں جن کے ایمان میں مضبوطی وپختگی نہ ہو،ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کے مال سے دیاجائے تاکہ ان کے ایمان پختہ و مضبوط ہوجائیں اوروہ اسلام کے داعی اور نیک قدوہ ونمونہ بن جائیں۔اگر انسان کا اسلام کمزور ہو لیکن وہ قابل اطاعت سرداروں (بااثر ورسوخ لوگوں)میں سے نہ ہو ،بلکہ عام لوگوں میں سے ہو تو کیا اس کے ایمان کو مضبوط بنانے کے لیے اسے زکوٰۃ کا مال دیاجائے گا کہ نہیں؟..   
بعض علماء کا خیال ہے کہ اسے زکوٰۃ کا مال دیا جائے گا؛اس لیے کہ دین کی مصلحت جسم کی مصلحت سے عظیم تر ہے،اورجب اسے فقیر ہونے کی صورت میں اس کے جسم کوغذا وخوراک بہم پہنچانے کے لیے زکوٰۃ دی جاتی ہے، تو اس کے دل کو ایمان کی غذا بہم پہنچانازیادہ نفع بخش اور بڑھ کرہے۔ جبکہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہیں دی جائے گی؛اس لیے کہ اس کے ایمان کی تقویت سے حاصل ہونے والی مصلحت انفرادی اوراسی کے ساتھ مخصوص ہے۔   
پانچواں: گردن آزادکرانا،اس مصرف میں زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید کرآزاد کرنا، مکاتب غلام (جس نے اپنے مالک سے آزادی کا معاہدہ طے کررکھا ہے)کی مدد کرنا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑاناداخل ہے۔   
چھٹا: قرض دار،اس سے مراد وہ قرض دار لوگ ہیں جن کے پاس اپنے قرض کی ادائیگی کی طاقت نہ ہو،ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کے مدسے اتنی رقم دی جائے گی جس سے وہ اپنے قرض کی ادائیگی کرسکیں خواہ وہ قرض تھوڑا ہو یازیادہ، اگرچہ وہ روزی کے اعتبار سے مالدارہی کیوں نہ ہوں،اگر مان لیا جائے کہ کوئی ایسا شخص ہے جس کے پاس کوئی ذریعۂ آمدنی ہے جو اس کی اور اس کے اہل وعیال کی روزی کے لیے کافی ہے،مگر اس کے اوپر اتنا قرض ہے جس کی ادائیگی کی وہ طاقت نہیں رکھتاہے،تو اسے اتنی زکوٰۃ دی جائے گی جس سے اس کے قرض کی ادائیگی ہوسکے۔  
آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے فقیر مقروض شخص سے قرض کو ساقط کردے اور یہ نیت کرے کہ وہی اس کے مال کا زکوٰۃ ہے۔   
علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر قرض دار شخص آدمی کا باپ یا بیٹا ہو ، تو کیا اسے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے زکوٰۃ کا مال دیاجاسکتاہے؟ صحیح قول یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ کا مال دے سکتے ہیں۔   
اگر صاحب زکوٰۃ جانتاہے کہ قرض دار شخص اپنے قرض کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا ہے ، تواس کے لیے جائز ہے کہ وہ صاحب حق کے پاس جائے اور اس کے حق کی ادائیگی کردے اگرچہ قرض دار کو اس کا علم نہ ہو۔   
ساتواں: فی سبیل اللہ(اللہ کے راستہ میں)،اس سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے، چنانچہ مجاہدین کوزکوٰۃ کی اتنی رقم دی جائے گی جو ان کے جہاد کے لیے کافی ہو،اسی طرح زکوٰۃ کے مال سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جنگی سازوسامان خریدے جائیں گے۔   
اللہ کے راستے میں شرعی علم بھی داخل ہے،چنانچہ شرعی علم حاصل کرنے والے طلباء کو زکوٰۃ کا مال دیاجائے گاتاکہ وہ علم حاصل کرنے کے لیے کتابیں وغیرہ فراہم کرسکیں،الا یہ کہ خوداس کے پاس مال ہوں جس سے وہ تحصیل علم کرسکیں۔   
آٹھواں:ابن سبیل (مسافر)،اس سے مراد وہ مسافر ہے جس کا سفر منقطع ہوگیا ہو یعنی دورانِ سفر اس کا زادِراہ ختم ہوگیا ہو،چنانچہ اسے زکوٰۃکے مال سے اتنی رقم دی جائے گی جس سے وہ اپنے شہر(وطن) تک پہنچ سکے۔   
یہی لوگ زکوٰۃ کے مستحقین ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیاہے، اوراس بات کی خبردی ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے جو علم وحکمت سے صادر ہواہے اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والاہے۔   
زکوٰۃکی رقم کو اس کے مذکورہ مستحقین کے علاوہ کسی اور مصرف مثلاً مساجد کی تعمیر اورراستے کی اصلاح وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مستحقین کو حصر کے طور پر ذکرکیاہے،اورحصر کافائدہ یہ ہے کہ وہ غیر محصور سے حکم کی نفی کرتا ہے۔   
زکوٰۃ کے مذکورہ بالا مصارف میں جب ہم غوروفکر کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو بذات خود زکوٰۃ کے ضرورتمند ہوتے ہیں، اورکچھ ایسے ہیں جن کی مسلمانوں کو ضرورت پڑتی ہے،اس سے ہمیں اس بات کا بخوبی پتہ چل جاتاہے کہ زکوٰۃ کے واجب قراردیے جانے میں کس قدر حکمت ہے،اس کی حکمت ایک مکمل صالح معاشرہ کی تعمیر ہے جو بقدرِامکان خودکفیل ہو،اور یہ کہ اسلام نے مال ودولت کو اور مال ودولت پر مبنی ممکن مصلحتوں کونظرانداز نہیں کیا ہے،اور نہ ہی لالچی اور بخیل نفوس کے لیے ان کی کنجوسی اور ہواپرستی کی آزادی چھوڑی ہے،بلکہ اسلام خیر وبھلائی کا سب سے بڑا راہنما اور قوموں کی اصلاح کا سب سے بڑا علمبردار ہے،اور ہرقسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

**آٹھویں فصل: زکوٰۃ الفطر کے بیان میں**   
زکوٰۃِ فطر ایک فریضہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کے اختتام پر فرض قراردیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:   
’’رسول اللہ ﷺ نے غلام اور آزاد،مرد اورعورت،چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر رمضان کے اختتام پرزکوٰۃ فطر فرض قراردیاہے ۔ ‘‘ ([[22]](#footnote-22))   
زکوٰۃِ فطر لوگوں کی عام خوراک کی انواع واصناف میں سے ایک صاع کی مقدار ہے،ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:  
’’ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں عید الفطر کے دن اشیائے خوراک میں سے ایک صاع نکالتے تھے،اور(اس وقت) ہمارا خوراک جَو،کشمش،پنیر اور کھجور تھا۔ ‘‘ ([[23]](#footnote-23))   
لہٰذا روپئے پیسے (نقدی)،بستربچھونے،لباس،چوپایوں کے خوراک، سازو سامان وغیرہ سے زکوٰۃ فطر نکلنا کفایت نہیں کرے گا،کیونکہ یہ نبی ﷺ کے حکم کے خلاف ہے، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:   
’’جس نے کوئی ایسا عمل کیاجس پر ہمارا حکم نہیں ہے تووہ عمل مردود (ناقابل قبول) ہے۔ ‘‘   
صاع کی مقداراچھے قسم کے گندم سے دو کلو چالیس گرام (kg 2.040) ہے، یہی صاع نبوی کی مقدار ہے جس کے ذریعہ نبیﷺ نے فطرہ(فطرانہ) کی مقدار مقرر کی ہے۔   
صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے نکالنا واجب ہے،افضل یہ ہے کہ اسے عید کے دن نمازِعید سے پہلے نکالا جائے، عید سے ایک یا دو دن پہلے بھی نکالنا کافی (جائز) ہے، البتہ نمازِ عید کے بعدنکالنا کفایت نہیں کرے گا،اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ:   
’’نبیﷺ نے روزہ دار کو لغو ورفث سے پاک کرنے اور مساکین کو خوراک مہیا کرنے کے لیے زکوٰۃِ فطر فرض قراردیاہے،چنانچہ جس نے اس کی ادائیگی نمازِ عید سے پہلے کردی تووہ مقبول زکوٰۃ ہے،اورجس نے اسے نمازِ عید کے بعداداکیا تو وہ عام صدقات وخیرات کی طرح ایک صدقہ ہے ۔‘‘ ([[24]](#footnote-24))   
لیکن اگر اسے عید کا پتہ نماز کے بعد چلے،یا وہ اس کے نکالنے کے وقت شہر سے باہر صحرا (بیابان) میں یا ایسے شہر میں تھا جہاں اس کا کوئی مستحق نہیں ، تو اسے نماز کے بعد نکالنا کفایت کرے گا اگر وہ نکالنے پر قادرہے۔ والله أعلم!

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه.

چند منتخب فتاوے  
سوال:ماہ رمضان میں صرف روزہ رکھنے اور نماز نہ پڑھنے کاکیا حکم ہے؟   
جواب:جوشخص صرف روزہ رکھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا ہے، اس کا روزہ اسے کو ئی فائدہ نہیں دے گا،اور نہ تو وہ مقبول ہوگا اور نہ ہی اس سے اس کا ذمہ بری ہوگا۔بلکہ جب وہ نماز ہی نہیں پڑھتاتو وہ روزہ کا مُطالَب نہیں ہے؛ اس لیے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ یہودی اور نصرانی (عیسائی) کی طرح ہے، آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر یہودی یا نصرانی اپنے دین پر برقرار رہتے ہوئے روزہ رکھے تو کیا اس کا روزہ مقبول ہوگا؟ بالکل نہیں۔لہٰذا ایسے شخص سے ہم یہ کہیں گے کہ تو اللہ سے توبہ کرکے نماز پڑھ اور روزہ رکھ،اورجو اللہ سے توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتاہے۔   
سوال:کیا رمضان میں قیام اللیل(تراویح) کی کوئی معین تعدادہے یا نہیں؟   
جواب: واجبی طور پر رمضان کے قیام اللیل(تراویح) کی معین تعداد نہیں ہے،لہٰذا اگر انسان پوری رات قیام اللیل کرے تو کوئی حرج نہیں،اور اگر بیس رکعت یا پچاس رکعت قیام اللیل کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ،لیکن قیام اللیل کی افضل تعداد وہی ہے جو نبی ﷺ پڑھتے تھے،اور وہ گیارہ رکعت یا تیرہ رکعت ہے،کیونکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیاکہ: نبیﷺ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا:آپ رمضان میں اور غیرِ رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔‘‘ ([[25]](#footnote-25))   
لیکن ان رکعتوں کو مشروع طریقہ پر پڑھنا واجب ہے،اور ان کے اندر قراء ت، رکوع،سجدہ،رکوع کے بعدقیام اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کو لمبا کرنا مناسب ہے، ایسا نہ کرے جس طرح کہ آج کل بعض لوگ کرتے ہیں کہ وہ اتنی تیزی سے نماز پڑھاتے ہیں کہ مقتدیوں کوجونماز کے اندرکرناچاہیے اسے کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے، جبکہ امامت ایک ولایت (ذمہ دارانہ منصب) ہے،اور والی کے لیے لازم ہے کہ وہی کام کرے جو سب سے زیادہ نفع بخش اور سب سے بہترین ہو۔   
سوال:اگر لوگوں کو ماہِ رمضان کے داخل (شروع) ہونے کا اس وقت پتہ چلے جب دن کا ایک حصہ گذر جائے ،تو کیا ان پر دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے رکے رہنا واجب ہے؟یا وہ اس دن کی قضاکریں گے؟   
جواب: اگر لوگوں کو ماہِ رمضان کے داخل (شروع) ہونے کاپتہ دن کے دوران چلے تو ان پر (اسی وقت سے) کھانے پینے سے رک جانا واجب و ضروری ہے؛اس لیے کہ یہ ثابت ہوگیا کہ یہ دن ماہِ رمضان کا ہے،سو اس میں کھانے پینے سے رک جانا واجب وضروری ہوگیا۔لیکن کیا ان لوگوں کے لیے اس دن کے روزہ کی قضا کرنالازم وضروری ہے یا نہیں؟اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔   
جمہور علماء کی رائے ہے کہ ان پر قضا لازمی ہے؛کیونکہ انہوں نے دن کے ابتدائی حصہ سے روزہ کی نیت نہیں کی ہے ،بلکہ دن کا ایک حصہ بغیر نیت کے گذراہے،اور نبی ﷺ نے ارشادفرمایا ہے:   
’’عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے،اور ہر انسان کو وہی چیز حاصل ہوگی جس کی اس نے نیت کی ہے۔‘‘ ([[26]](#footnote-26))   
جبکہ بعض اہل علم اس بات کی طرف گئے ہیں کہ ان پر قضا لازم نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ لوگ جہالت اور ناواقفیت کی بنا پر بغیرروزہ کی نیت کے تھے، اور جاہل شخص اپنی جہالت اور ناواقفیت کی بنیاد پر معذور ہے۔   
لیکن ازروئے احتیاط اورذمہ داری سے بری ہونے کے پہلوسے قضا کرنا ہی بہتر ہے ۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:   
’’جس چیز میں تمہیں شک ہو اسے چھوڑکر وہ چیز اختیار کرو جس میں تمہیں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔‘‘ ([[27]](#footnote-27))   
اور یہ محض ایک دن کا معاملہ جوکہ آسان چیز ہے اس میں کوئی مشقت نہیں ہے، مزید اس کے اندر نفس کی راحت اوردل کا اطمئنان ہے۔   
سوال: بعض میڈیکل اسٹورز میں ایک قسم کااسپرے ملتا جسے بعض دمہ کے مریض استعمال کرتے ہیں،کیا رمضان کے دن میں روزہ دار کے لیے اس کا استعمال جائز ہے؟   
جواب :روزہ دار کے لیے (Inhaler) کا استعمال جائز ہے چاہے وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیرِ رمضان میں ہو،..اس لیے کہ یہ اسپرے معدہ تک نہیں پہنچتاہے،بلکہ یہ ہواکی نالیوں میں جاتاہے جس سے وہ پھول جاتی ہیں اوراس کے بعد انسان معمول کے مطابق سانس لینے لگتاہے،پس وہ کھانے اورپینے کے ہم معنی( قائم قام) نہیں ہے اور نہ ہی وہ معدہ تک پہنچنے والا کھانا اور پینا ہے۔   
اور یہ بات معلوم ہے کہ اصل روزہ کی صحت ودرستگی ہے یہاں تک کہ کتاب یاسنت یا اجماع یا صحیح قیاس سے کوئی دلیل آجائے جو اس کے فاسد ہونے پر دلالت کرے۔   
سوال: رمضان کے دن میں روزہ دار کے لیے ٹوتھ پیسٹ (دانتوں کا منجن)استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟   
جواب:رمضان میں اور غیرِ رمضان میں روزہ دار کے لیے ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگروہ اس کے معدہ تک نہیں پہنچتا ہے، لیکن نہ استعمال کرنا بہتر ہے؛اس لیے کہ اس کے اندر قوی تاثیر ہوتی ہے جو غیر شعوری طور پر انسان کے معدہ تک پہنچ سکتی ۔اسی لیے نبیﷺ نے لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:   
’’ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو الایہ کہ تم روزہ سے ہو ۔‘‘ ([[28]](#footnote-28))   
لہٰذابہتر یہ ہے کہ روزہ دار پیسٹ استعمال نہ کرے،اور معاملہ کے اندر وسعت ہے،اگر اسے افطاری کرنے تک موخرکردیتا ہے تو سمجھیے اس نے جس چیزسے روزہ فاسد ہونے کا خدشہ تھا اس سے احترازکرلیا۔

**ضمیمہ**  
**زکوٰۃ کیا ہے؟**مخصوص اوصاف کے حامل مخصوص مال کے اندر ایک مخصوص وقت پر مخصوص لوگوں کے لیے ایک واجبی حق ہے۔   
**زکوٰۃواجب ہونے کی شرطیں؟** زکوٰۃ کے واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:   
۱۔ صاحب زکوٰۃ مسلمان ہو۔ ۲۔ وہ آزاد ہو غلام نہ ہو۔ ۳۔زکوٰۃکا مال مقررہ نصاب کو پہنچ جائے۔ ۴۔ زکوٰۃ کا مال صاحبِ زکوٰۃ کی ملکیت میں ہو۔ ۵۔زکوٰۃ کے مال پر ایک سال کا عرصہ گذرگیا ہو (زمینی پیداوار یعنی غلہ جات اور پھلوں کے لیے یہ شرط نہیں ہے)۔  **کن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے؟**جن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے ان کی چار قسمیں ہیں:   
پہلی قسم: سونا،چاندی اور موجودہ دور میں اس کے قائم مقام مختلف اقسام کے بینک نوٹس (کرنسیاں)۔   
دوسری قسم: چرنے والے مویشی (چوپائے)۔   
**تیسری قسم:** زمینی پیداوار(پھل اورغلہ جات)۔   
**چوتھی قسم:**سامان تجارت۔   
**جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہے ان کا نصاب اور مقدارزکوٰۃ**   
**پہلی قسم:** سونا،چاندی اور اس کے قائم مقام بینک نوٹس (مختلف قسم کی کرنسیوں) کی زکوٰۃ:   
**۱۔ سونا :** احادیث رسولﷺکی روسے سونے کا نصاب ۲۰دینار (مثقال) ہے،جس کا وزن موجودہ زمانہ میں (۸۵) گرام ہے،کیونکہ ایک دینار کا وزن 4.25 گرام ہوتا ہے،اس طرح 20دینار کا وزن (4.25 =(20x85گرام ہوگا۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس 85گرام یا اس سے زائد سونا ہے اور اس پرایک سال گذرچکا ہے تو اس میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہوگی۔   
مثال کے طور پر اگر سونے کا دام بازار میں800روپئے فی گرام ہے،تو 85گرام سونے کے دام(85x800)= 68,000 روپئے ہوں گے، اس پر اڑھائی فیصد (68,000 % 2.5 یعنی 1700روپئے زکوٰۃ ہوگی۔   
**۲۔ چاندی:**حدیث کے مطابق چاندی کا نصاب200درہم ہے، موجودہ دور میں رائج پیمانہ کے اعتبار سے ایک درہم کا وزن2.975گرام ہوتا ہے،اس حساب سے200درہم کا وزن595گرام چاندی ہوتا ہے۔   
اگر کسی کے پاس595گرام یا اس سے زائد چاندی ہے اور اس پر سال گذر چکا ہے تو اس میں اڑھائی فیصد(چالیسواں حصہ)زکوٰۃ واجب ہے، مثلاًاگر چاندی کا دام بازار میں9000روپئے فی کلو ہے،تو 595گرام چاندی کے (9x559)=5,355 روپئے ہوئے،اس پراڑھائی فیصد 875 133.روپئے زکوٰۃ ہوگی۔   
**3۔کاغذکی کرنسیاں:**موجودہ دور میں سونے اور چاندی کے سکوں(دینار اوردرہم) کی جگہ پرکرنسی نوٹس کے ذریعہ لین دین ہوتا ہے،لہٰذا کرنسی نوٹس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے جس طرح کہ اس کے اصل میں زکوٰۃ واجب ہے، اور اس کا نصاب بھی سونے اور چاندی کے نصاب کی طرح ہے،یعنی اگر کسی کے پاس اتنے کرنسی نوٹس ہیں جن کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب تک پہنچ جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد اس میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہے۔واضح رہے کہ گر چہ سونے اور چاندی کے دام میں کافی تفاوت ہے، لیکن فقرا ء ومساکین کی ضرورتوں کی رعایت کرتے ہوئے کرنسیوں کی زکوٰۃ چاندی کے نصاب سے دینی چاہیے۔   
**دوسری قسم: زمینی پیداوار یعنی غلہ جات اور پھلوں کی زکوٰۃ**:   
پھلوں اور غلہ جات کا نصاب پانچ وسق ہے،اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، نبی کریم ﷺنے ارشادفرمایا:  
**(وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ )**   
پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔‘‘ ([[29]](#footnote-29))   
ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے،اس طرح پانچ وسق تین سو صاع ہوئے۔ (صاع سے مراد صاع نبوی ہے جو چار مد کا ہوتاہے)صاع ایک ناپنے کا پیمانہ ہے جس کا وزن موجودہ پیمانے کے اعتبار سے اڑھائی (2.500) کلوگرام ہوتاہے ۔اس طرح تین سو صاع کی مقدارساڑھے سات سو(kg750)کلوگرام ہوئی۔   
**زمین سے پیداہونے والے غلہ جات اور پھلوں کی دوحالتیں ہیں:**   
اگر اس کی پیداواربغیر محنت ومشقت کے مثلاً بارش اور چشموں کے پانی سے سینچائی کرکے ہوئی ہے تو اس میں دسواں حصہ (دس فیصد)زکوٰۃ واجب ہے،اور اگر اس کی پیداوار محنت ومشقت مثلاً مشین اور رہٹ وغیرہ سے سینچائی کے ذریعہ ہوئی ہے تو اس میں بیسواں حصہ(پانچ فیصد)زکوٰۃ واجب ہے۔   
مثال کے طور پر اگرکسی کے ہاں ۱۵۰۰/کلو گرام گیہوں کی پیداوارہوئی ہے، تواب دیکھیں گے کہ اگر اس کی پیداوار بغیر محنت ومشقت کے مثلاً بارش اور چشموں وغیرہ کے پانی سے ہوئی ہے ،تو اس میں دسواں حصہ(10%) یعنی (150کلوگرام)زکوٰۃ واجب ہے۔   
اور اگر اس کی پیداوار محنت ومشقت کے ذریعہ مثلاً مشین اور دیگرآلات سے سینچ کرہوئی ہے تو اس میں بیسواں حصہ (5%) یعنی (75 کلوگرام) زکوٰۃ واجب ہے۔   
**تیسری قسم: مویشی کا نصاب:** ا س سے مراد اونٹ،گائے اور بھیڑبکریاں ہیں، ان میں زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں:  
۱۔ یہ جانور پورے سال یاسال کابیشتر حصہ باہرمیدان وغیرہ میں چھوٹ کرچرنے والے ہوں۔   
۲۔ ان کی ملکیت پر ایک سال کا عرصہ گذرجائے۔   
۳۔ وہ نصاب کو پہنچ جائیں:یعنی وہ کم سے کم پانچ اونٹ،چالیس بھیڑبکریاں،اور تیس گائیں ہوں،اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔   
**۱۔اونٹ کی زکوٰۃ کی تفصیل:**

|  |  |  |  |  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| **اونٹ کی تعداد** | | **4-1** | **9-5** | | **14-10** | | **19-15** | | **24-20** |
| **مقدارزکوٰۃ** | | **زکوٰۃ نہیں** | **1بکری** | | **2بکریاں** | | **3بکریاں** | | **4بکریاں** |
| **35-25** | | **45-36** | **60-46** | | **75-61** | | **90-76** | | **120-91** |
| **1بنت مخاض** | | **1بنت لبون** | **1حقہ** | | **1جذعہ** | | **2بنت لبون** | | **2حقہ** |
| **نوٹ:جب اونٹوں کی تعداد(120) سے زیادہ ہوجائے تو ہر چالیس بکریوں میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس بکریوں میں ایک حقہ زکوٰۃ واجب ہے،مثال کے طور پر درج ذیل چارٹ ملاحظہ کریں:** | | | | | | | | | |
| **129-121** | **139-130** | | | **149-140** | | **159-150** | | **169-160** | |
| **3بنت لبون** | **1حقہ 2 بنت لبون** | | | **2حقہ1بنت لبون** | | **3حقہ** | | **4بنت لبون** | |

بنت مخاض: اونٹنی کا ایک سال کا مادہ بچہ . بنت لبون: اونٹنی کا دوسال کا مادہ بچہ.

حقہ: اونٹنی کا تین سال کا مادہ بچہ جذعہ: اونٹنی کا چارسال کا مادہ بچہ.

**۲۔گائے کی زکاۃ کی تفصیل:**

|  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| **گائے کی تعداد** | **29-1** | **39-30** | **59-40** | **69-60** | **79-70** |
| **مقدار زکوٰۃ** | **زکوٰۃ نہیں** | **1تبیع یا تبیعہ** | **1مسنہ** | **2تبیعہ** | **1مسنہ1تبیعہ** |

**نوٹ:جب گائے کی تعداد(70)سے زیادہ ہوجائے تو ہر تیس گائے میں ایک تبیع، اور ہر چالیس گائے میں ایک مسنہ واجب ہے۔مثال کے طور پر درج ذیل چارٹ ملاحظہ کریں:**

|  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| **89-80** | **99-90** | **109-100** | **119-110** | **129-120** |
| **2 مسنہ** | **3تبیعہ** | **1مسنہ2 تبیع** | **2مسنہ 1تبیع** | **3مسنہ یا 4تبیع** |

**:۳۔بکری کی زکوٰۃ کی تفصیل:**

|  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| **بکریوں کی تعداد** | **39-1** | **120-40** | **200-121** | **399-201** |
| **مقدارزکوٰۃ** | **کوئی زکوٰۃ نہیں** | **1بکری** | **2 بکریاں** | **3 بکریاں** |

**نوٹ:اگر دوسو بکریوں سے ایک زیادہ ہوجائے تو اس میں تین بکریاں زکوٰۃ میں نکالنا واجب ہے، پھر اس کے بعد ہرایک سوبکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہے۔مثال کے طور پر درج ذیل چارٹ ملاحظہ کریں:**

|  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| **499-400** | **599-500** | **699-600** | **799-700** | **899-800** |
| **4 بکریاں** | **5 بکریاں** | **6 بکریاں** | **7 بکریاں** | **8 بکریاں** |

**چوتھی قسم: سامان تجارت**   
اس سے مقصود ہروہ سامان ہے جسے دوکانوں ، شورومزاور سپرمارکٹس وغیرہ میں تجارت اورفروخت کے لیے رکھاگیاہو،جیسے:کپڑے،کھانے پینے کی چیزیں اور اس کے متعلقات،گاڑیاں،مشینری،تعمیراتی مٹیریل، اسپیر پارٹس اوردیگرآلات۔اسی طرح تجارت و فروخت کے غرض سے تیار کی گئی عمارتیں،اراضی (زمینیں)،نیز فروخت وتجارت کے مقصد کے لیے مخصوص ہرقسم کے مویشی وچوپائے۔   
ہرقسم کے سامان تجارت میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کی دلیل سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ، وہ بیان کرتے ہیں:   
’’ ہم جوکچھ فروخت(تجارت) کے لیے تیارکرتے تھے رسول اللہﷺ ہمیں اس سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیتے تھے۔‘‘ ([[30]](#footnote-30))  
جب سامان تجارت کی مالیت چاندی یا سونے کے نصاب تک پہنچ جائے اور اس پر ایک سال کا عرصہ گذر جائے، تواس کی قیمت کا اندازہ لگاکر اڑھائی فیصد (%2.5) زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

واضح رہے کہ سامان تجارت کی زکوٰۃ اس کی قیمت سے نکالی جائے گی،بذات خود سامان سے نہیں،یعنی سامان تجارت کو زکوٰۃ کے طور پر نہیں دیاجائے گا۔   
اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تاجرسال میں ایک دن مقرر کرلے،اور ہرسال اس دن اپنے تمام تجارتی سامان کی مالیت (قیمت)کا اندازہ لگاکر اس میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ نکال دے۔(معلوم ہوناچاہیے کہ رمضان کے مہینہ میں زکوٰۃ نکالنا افضل ہے؛ اس لیے کہ اس ماہ میں ایک فریضہ کا ثواب ستر فریضے کے برابر ملتا ہے([[31]](#footnote-31))،نیزبعض صحابہ سے واردہے کہ یہ زکوٰۃ کا مہینہ ہے)۔   
اگر زمین وجائداد کے اندر آدمی کا حصہ(شیئر) ہے تو سال پوراہونے پر اس کی مالیت (قیمت) دریافت کرکے اپنے حصہ کی زکوٰۃ نکالے۔   
جو زمین وجائداد،گاڑیاں اورگھرومکان وغیرہ ذاتی استعمال کے لیے مخصوص ہیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اسی طرح کرایہ پر دینے کے لیے مخصوص کردہ چیزوں(مثلاًعمارتوں،گاڑیوں،ہوٹلوں وغیرہ) میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے،لیکن ان سے حاصل ہونے والے کرایے (اجرت)میں سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہے۔   
آدمی کا جو مال کسی کے پاس قرض ہے اس میں بھی زکوٰۃواجب ہے، لیکن اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ قرض کسی مالدارشخص پرہے جس سے کسی بھی وقت واپس لی جاسکتی ہے،تواس میں ہرسال زکوٰۃ واجب ہے،البتہ اگروہ قرض کسی غریب شخص پر ہے جس سے واپس ملنے کی کوئی امید نہیں ہے، یا ایسے شخص پر ہے جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کررہا ہے، توایسی صورت میں اس قرض پرہرسال زکوٰۃ واجب نہیں ہے،مگر جب وہ قرض واپس مل جائے تواس میں ایک سال کی زکاۃ نکالنی چاہیے ۔اسی طرح اگرآدمی کا مال یا اس کی قیمت گراہکوں کے پاس پھنس گئی ہے ؛اس کے ملنے کی امید نہیں ہے تواس کے ملنے پر ایک سال کی زکوٰۃ اداکرنی ہوگی۔

محتاجِ دُعا:(عطاء الرحمن ضیاء اللہ)\* [atazia75@hotmail.com](mailto:atazia75@hotmail.com)\*

**جملہ حقوق نشر واشاعت محفوظ ہیں۔**

نام کتاب : فصول فی الصیام والتراویح والزکاۃ

مولف : فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثمین رحمہ اللہ

مترجم : عطاء الرحمن ضیاء اللہ

سن طباعت: رمضان المبارک1426ھ مطابق اکتوبر2005ء

تعداد : پانچ ہزار

ناشر : دار البلاغ بلہاری۔کرناٹک، ودفترتعاون برائے دعوت وارشاد،ربوہ،ریاض،مملکت سعودی عرب

ملنے کے پتے

۱۔دارالبلاغ بلہاری،کرناٹک،فون نمبر:08392-274372

موبائل:9944008386

۲۔اسلامک کال اینڈ گائیڈینس سینٹر۔جگتیال،آندھراپردیش.

موبائل:9948147435

۳۔دفترتعاون برائے دعوت وارشاد،ربوہ،ریاض،

مملکت سعودی عرب۔موبائل: 966114454900

1. () (سورۂ بقرہ:183-185) [↑](#footnote-ref-1)
2. () (صحیح بخاری وصحیح مسلم)  
    [↑](#footnote-ref-2)
3. () (سورۂ بقرہ:183) [↑](#footnote-ref-3)
4. () (صحیح بخاری) [↑](#footnote-ref-4)
5. () (سورۂ بقرہ:185) [↑](#footnote-ref-5)
6. () (سورۂ بقرہ:195) [↑](#footnote-ref-6)
7. () (صحیح مسلم) [↑](#footnote-ref-7)
8. () (سورۂ بقرہ:185) [↑](#footnote-ref-8)
9. () (سورۂ أحزاب:5) [↑](#footnote-ref-9)
10. () (سورۂ بقرہ:286) [↑](#footnote-ref-10)
11. () (سورۂ بقرہ:187) [↑](#footnote-ref-11)
12. () (صحیح بخاری وصحیح مسلم) [↑](#footnote-ref-12)
13. () (صحیح بخاری و مسلم) [↑](#footnote-ref-13)
14. () (صحیح بخاری و مسلم) [↑](#footnote-ref-14)
15. () (سورۂ آل عمران: 180) [↑](#footnote-ref-15)
16. () (سورۂ توبہ:34-35)  
     [↑](#footnote-ref-16)
17. () (سورۂ بقرہ:276) [↑](#footnote-ref-17)
18. () (سورۂ روم:39) [↑](#footnote-ref-18)
19. () (صحیح بخاری و مسلم) [↑](#footnote-ref-19)
20. () (سورۂ توبہ:103) [↑](#footnote-ref-20)
21. () (سورۂ توبہ:60) [↑](#footnote-ref-21)
22. () (صحیح بخاری ومسلم) [↑](#footnote-ref-22)
23. () (صحیح بخاری) [↑](#footnote-ref-23)
24. () (ابوداود،ابن ماجہ) [↑](#footnote-ref-24)
25. () (صحیح بخاری 1147، 3569 صحیح مسلم1670) [↑](#footnote-ref-25)
26. () (صحیح بخاری حدیث نمبر:1، صحیح مسلم حدیث نمبر:4962) [↑](#footnote-ref-26)
27. () اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب البیوع، باب تفسیر المشبہات میں بصیغۂ تعلیق روایت کیا ہے)۔ [↑](#footnote-ref-27)
28. () (ترمذی حدیث نمبر:788،نسائی حدیث نمبر:87) [↑](#footnote-ref-28)
29. () (صحیح بخاری ومسلم) [↑](#footnote-ref-29)
30. () (ابوداود،بیہقی،دارقطنی) [↑](#footnote-ref-30)
31. () نوٹ: یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے،سعید بن مسیبؒ کا سلمان فارسیؓ سے سماع ثابت نہیں ہے، اوراس میں علی بن جدعان راوی ابن سعد ؒکے مطابق:ضعیف ہے جس سے حجت پکڑنا درست نہیں،اورمتن کے اعتبار سے بھی ضعیف ہے کیونکہ ۷۰کی تحدید درست نہیں ہے۔ ڈاکٹراحمد بن عبد اللہ الباتلی حفظہ اللہ(پروفیسرعلوم حدیث،امام محمد بن سعود یونیورسٹی) نے اس حدیث کوسند ا ورمتن دونوں اعتبارسے غیرثابت قراردیا ہے،تفصیلی جانکاری کے لیے درج ذیل لنک کا مشاہدہ کریں: <https://islamqa.info/ur/21364> (ش،ر) [↑](#footnote-ref-31)